إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

الفضل

روزنامہ

قادیان دارالامان

خطبہ نمبر ۱

THE DAILY ALFAZL, QADIAN.

ٹیلیفون نمبر ۹۱

شرح چندہ پیشگی: سالانہ ۔ ششماہی ۔ سہ ماہی ۔ بیرون ہند سالانہ

قیمت ایک آنہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

جلد ۲۷ | مورخہ ۱۶ صفر ۱۳۵۸ھ | یوم جمعہ | مطابق ۷ اپریل ۱۹۳۹ء | نمبر ۷۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

خدام الاحمدیہ کا قیام اُس فوج کی رُوحانی ٹریننگ ہے جس نے احمدیت کے مخالفین کا مقابلہ کرنا ہے

احمدیت اپنے شکار پر باز کی طرح گریگی اور دُنیا کے تمام ممالک کو اسلامی تعلیم کے آگے سرنگوں کر دیگی

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۷ اپریل ۳۹ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:- میں نے خدام الاحمدیہ کو

گزشتہ پانچ چھ خطبات

میں ایسے امور کی طرف توجہ دلائی ہے جن کی طرف توجہ کرکے وہ جماعت کے لوگوں میں بیداری - اور دینداری پیدا کر سکتے ہیں - اور نوجوانوں کا گروہ ہی ایک ایسا گروہ ہے جس کی زندگی پر

قومی زندگی کا انحصار

ہوتا ہے - کیونکہ کسی اگلی پود کا درست ہونا قومی عمر کو نہایت لمبے عرصہ تک پھیلا دیتا ہے - مثلاً اگر انسان کی اوسط عمر ساٹھ سال سمجھی جائے - اور نوجوانوں کی جماعت درست ہو جائے - تو اس کے معنے یہ ہونگے کہ اگر نوجوانوں کو بیس سال کا بھی فرض کر لیا جائے - تو اس قوم کی عمر مزید چالیس سال تک لمبی ہو سکتی ہے - ایک ساٹھ سالہ بوڑھے کی درستی صرف ایک یا دو سال تک قوم کو فائدہ پہونچا سکتی ہے - ایک پچاس سالہ عمر والے انسان کی درستی اسلاً دس سال تک قوم کو فائدہ پہونچا سکتی ہے - ایک چالیس سالہ شخص کی درستی اندازاً بیس سال تک قوم کو فائدہ پہونچا سکتی ہے - اور تیس سالہ عمر والے کی درستی قوم کو اندازاً تیس سال تک فائدہ پہونچا سکتی ہے - لیکن اگر

بیس سالہ نوجوانوں کی درستی

کر دی جائے - تو وہ چالیس سال تک قوم کو فائدہ پہونچا سکتے - اور اس کی خصوصیات اور روایات کو قائم رکھ سکتے ہیں - اور چالیس سال کا عرصہ کوئی معمولی عرصہ نہیں ہوتا - بلکہ حقیقت یہ ہے - کہ چونکہ انسان کی اوسطاً عمر ساٹھ ستر سال کے درمیان ہے - اور ادھر دس گیارہ سال کا لڑکا جوانی کے قریب پہونچ جاتا ہے - اس لئے درحقیقت اگر نوجوانوں کی درستی کر لی جائے - تو وہ چالیس سال ہی نہیں بلکہ پچاس سے ساٹھ سال تک

قوم کی حفاظت کا موجب

بن جاتے ہیں - اور پچاس ساٹھ سال تک کسی قوم کو نشو و نما کا موقعہ مل جانا

وصیت نمبر ۵۳۳۷:۔ منکہ عبدالرؤف ولد میاں قادر بخش صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر قریباً بیس سال پیدائشی احمدی ساکن جھنڈسی ورکہ ڈاکخانہ ملتان ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳-۱-۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اس وقت میری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والد صاحب بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہیں۔ میری اس وقت -/۲۵ ماہوار تنخواہ ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ ماہ جنوری ۱۹۳۹ء کی تنخواہ سے ادائیگی شروع بھی کر دی ہے۔ آئندہ اپنی ماہوار آمد پر ۱/۱۰ حصہ وصیت ادا کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد میری جو جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ لہٰذا یہ وصیت لکھ دی ہے۔ کہ سند رہے۔

العبد:۔ عبدالرؤف احمدی بقلم خود

گواہ شد:۔ محمد حیات خان احمدی سکرٹری مال جماعت احمدیہ ملتان بقلم خود

گواہ شد:۔ بشیر محمد موجوکہ سکرٹری وصایا بقلم خود۔

تعارف

مرگی۔ ہسٹیریا۔ موتیا بند۔ بہرہ پن۔ دمہ۔ کنٹھ مالا۔ باؤ گولہ۔ تلی۔ جلندھر۔ پتھری ذیابیطس۔ اور دیگر پیشاب کی بیماریوں نیل با۔ داد چنبل۔ بواسیر۔ سل۔ دق تجبیر مردوں۔ عورتوں کے پوشیدہ اور جسمانی امراض کے لئے نوے فی صدی کامیاب اکسیر ادویات طلب فرمائیے۔

ڈاکٹر ایم۔ ایچ۔ احمدی معرفت الفضل۔ قادیان

ڈمی

نقلی چیز اور کھلونے کو کہتے ہیں اس لفظ سے دھوکہ میں نہیں آنا چاہئے۔

محلہ دارالانوار

میں بعض قطعات قابل فروخت ہیں۔ یہ تمام قطعات ۶۰ فٹ سڑک پر واقعہ ہیں خواہشمند دوست مجھ سے خط و کتابت کریں۔

(حضرت) مرزا شریف احمد قادیان

محلہ دارالرحمت

ایک کنال زمین جو شہر کے قریباً درآبادی ہیں ہے۔ جس کے دونوں طرف ۲۰×۲۰ فٹ کا بازار ہے۔ قابل فروخت ہے۔ خواہشمند احباب اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اس پتہ سے دریافت کریں۔

بابو محمد ایوب صاحب رشید منزل دارالعلوم قادیان

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء (فارم ۱)

قاعدہ ۔۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۶ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ منکہ شہابلی ولد متعلی۔ ممندی ولد پٹھانہ معراج ولد سوہنا ذات ہرل سکنہ مٹھہ محمود تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۵-۴-۳۹ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جاتے مذکور پر مقروض کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۱۶-۳-۳۹

دستخط خانصاحب میاں نور الدین صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ چنیوٹ ضلع جھنگ

(بورڈ کی مہر)

فارم نوٹس زیر تحتی دفعہ (۱) دفعہ ۱۳ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء (فارم ۲)

قواعد ۱۲ اور ۱۳ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

ہرگاہ منکہ لال دین ولد شہنا ذات جٹ سکنہ لوڑکی تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ قرضدار نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور مسمی دیوی دتامل وغیرہ کے قرضہ جات کے تصفیہ کے لئے ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ کی رائے میں یہ مناسب ہے کہ قرضدار مذکور اور اس کے قرضخواہ کے مابین تصفیہ کرانے کی کوشش کی جائے لہٰذا جملہ قرضخواہان کو جن کا قرضدار مذکور مقروض ہے۔ بذریعہ تحریر ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ تم نوٹس ہذا کی تاریخ اشاعت سے دو مہینے کے اندر اندر جملہ قرضہ جات کا ایک تحریری نقشہ جو ان کو قرضدار مذکور کی طرف سے واجب الادا ہیں۔ بتاریخ ۲۹-۵-۳۹ دفتر بورڈ واقع ڈسکہ میں پیش کرو۔ بورڈ مذکور بمقام ڈسکہ بوقت دس بجے قبل دوپہر تاریخ ۲۹-۵-۳۹ بمقام ڈسکہ نقشہ ہذا کی پڑتال کرے گا۔ جب کہ تمہیں بورڈ کے سامنے پیش ہونا چاہیئے۔

۲۔ نیز جملہ قرضخواہوں کو لازم ہے۔ کہ ایسے نقشہ کے ہمراہ ایسے جملہ قرضہ جات کی مکمل تفاصیل پیش کرو۔ اور اس کے ساتھ ہی جملہ دستاویزات بشمول بہی کھاتہ کے ان اندراجات کے جن پر دو اپنی دعادی کی تائید میں انحصار رکھتے ہو۔ پیش کرو۔ اور اس کے ساتھ ہر ایک ایسی دستاویز کی ایک مصدقہ نقل پیش کرو۔

۳۔ اس بارہ میں مزید کارروائی بمقام ڈسکہ بتاریخ ۲۹-۵-۳۹ کی جائیگی جب کہ جملہ قرضخواہوں کو بورڈ کے سامنے پیش ہونا چاہیئے۔

مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۳۹ء

دستخط) جناب سردار شو دیو سنگھ صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

(بورڈ کی مہر)

نیلام

قادیان میں نئی منڈی

احمدیہ سٹور کی ۳۶ دوکانوں میں سے سات آٹھ دوکانیں بذریعہ نیلام فروخت ہو چکی ہیں۔ باقی دوکانوں کی سفید زمین ۶ اپریل کی شام سے لے کر ۱۰ اپریل کی شام تک ہر شام فروخت ہوتی رہے گی۔

جو احمدی دوست (جن میں حصہ داران سٹور بھی شامل ہیں) اس جائداد کو خریدنے کے خواہشمند ہوں موقعہ پر تشریف لا کر بولی دیں۔ جن صاحب کے نام نیلام موقعہ پر ختم ہوگا۔ ان کے لئے ضروری ہوگا کہ کل رقم بولی کا پانچ فی صدی اسی وقت باخذ رسید ادا کر دیں۔ جو بیعانہ تصور ہوگا۔ باقی رقم تین چار روز کے اندر اندر ادا کرنی ہوگی۔ ورنہ رقم بیعانہ ضبط ہو جائے گی۔ اور نیلام متعلقہ منسوخ قرار دیا جائے گا۔

شیخ فضل احمد مینیجر احمدیہ سٹور۔ قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

دہلی ۴ اپریل۔ آج گاندھی جی نے وائسرائے ہند سے پھر ملاقات کی۔ جو دوستانہ رنگ میں دو گھنٹہ جاری رہی۔ اور راجکوٹ کے فیصلہ کی تکمیل کے سلسلہ میں ایک دوسرے کو تعاون کا یقین دلایا۔ یقین کیا جاتا ہے کہ سردار پٹیل جن لوگوں کی اصلاحاتی کمیٹی کا ممبر بنائے جانے کے متعلق سفارش کرینگے ان میں ایک مسلمان بھی ہوگا۔

حیدر آباد دکن ۴ اپریل۔ نظام گورنمنٹ کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ بعض اخبارات میں شائع شدہ یہ خبر کہ گورنمنٹ انٹرنیشنل آرین لیگ سے گفتگوئے مفاہمت کر رہی ہے۔ بالکل غلط ہے۔

الہ آباد ۴ اپریل۔ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ نئی ورکنگ کمیٹی کی ساخت کے متعلق گاندھی جی اور مسٹر بوس کے درمیان خط وکتابت ختم ہو گئی ہے۔ اور اب پنڈت نہرو سے شروع ہے۔ مسٹر بوس ان کی مدد سے کمیٹی بنانا چاہتے ہیں۔

اندور ۴ اپریل۔ مہاراجہ ہولکر آف اندور نے الہ آباد یونیورسٹی کو تیس ہزار روپیہ عطا کیا ہے جس سے تیرنے کا تالاب بنایا جائے گا۔

جھریا ۴ اپریل۔ مسٹر بوس نے ایک پریس انٹرویو میں کہا۔ کہ میرے اور گاندھی جی کے مابین خط وکتابت کے متعلق افواہیں نہیں پھیلائی جانی چاہئیں۔ کیونکہ یہ خط وکتابت بالکل خفیہ ہے۔

کراچی ۴ اپریل۔ آج مقامی کارپوریشن نے تمام وارڈوں میں نشستیں مخصوص کر کے مخلوط انتخاب کا طریق رائج کرنے کا فیصلہ کر دیا۔ مسلم لیگی ارکان اس کے خلاف احتجاج کے طور پر واک آؤٹ کر گئے۔

لنڈن ۴ اپریل۔ دار العوام میں ایک سوال کے جواب میں حکومت کی طرف سے کہا گیا۔ کہ ہماری اطلاعات سے ان خبروں کی تصدیق نہیں ہوتی۔ کہ جرمن افواج اور طیارے اٹلی بھیجے گئے ہیں۔ نیز یہ کہ حکومت برطانیہ رومانیہ کی ضروریات اسلحہ پر ہمدردانہ غور کرنے کے لئے تیار ہے۔

دہلی ۴ اپریل۔ آج ایسٹ انڈین ریلوے پر ٹرین کی تباہی کی ناکام کوشش کی گئی۔ ۴۲ ڈاؤن ایکسپریس جب چترا اور مورورا سٹیشنوں کے درمیان گذر رہی تھی۔ تو ڈرائیور نے یہ دیکھ کر لائن کی فش پلیٹیں اکھڑی ہوئی ہیں۔ گاڑی کو فوراً ٹھہرا لیا۔ ورنہ سخت حادثہ پیش آتا۔

برلن ۴ اپریل۔ جرمنی کے سرکاری حلقوں میں اس امر کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ وزیر اعظم برطانیہ نے ہٹلر کی تقریر کو سمجھا ہی نہیں۔ جرمنی اس بات کا انتظار نہیں کرے گا۔ کہ دوسرے ممالک اس کے گرد گھیرا ڈال کر ایک مضبوط جال بنا لیں اور اس میں اسے پھنسا لیں۔

بوڈاپسٹ ۴ اپریل۔ ہنگری اور سلواکیہ کی سرحدات کی تعیین کے لئے جو کمیشن مقرر ہوا تھا۔ اس نے فیصلہ کر دیا ہے جس پر فریقین کے دستخط ہو گئے ہیں اس کے نتیجہ میں سلواکیہ کو ایک اب علاقہ ہنگری کے سپرد کرنا پڑے گا جس کی آبادی ۴۰ ہزار ہے۔

کلکتہ ۴ اپریل۔ اطلاع ملی ہے کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس ۲۸ اپریل کو کلکتہ میں منعقد ہوگا۔

لاہور ۴ اپریل۔ پنجاب اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں حکومت کی طرف سے کہا گیا۔ کہ حکومت پنجاب اور سرحد نے باہمی سمجھوتہ سے ایک مشترکہ پبلک سروس کمیشن مقرر کیا تھا۔ جس کی میعاد اس ماہ کے آخر تک ہے۔ میعاد بڑھانے کے سوال پر غور ہو رہا ہے۔

لاہور ۴ اپریل۔ ایک سکھ ایم ایل اے نے سر سکندر کو لکھا ہے کہ اگر حکومت پنجاب نے جھٹکہ کے گوشت کو حلال کے مساوی درجہ نہ دیا اور مسلم اکثریت رکھنے والے علاقوں میں سکھوں کو مذہبی آزادی نہ دی گئی۔ تو میں خالصہ نیشنل پارٹی سے مستعفی ہو جاؤں گا۔

وارسا ۴ اپریل۔ پولینڈ کے سابق پریذیڈنٹ کرنل والسری جو تین مرتبہ اس عہدہ جلیلہ پر فائز رہ چکے ہیں۔ آج اپنے کمرہ میں زخمی پائے گئے۔ پاس ہی ریوالور پڑا تھا ہسپتال پہنچایا گیا۔ لیکن وہاں آپ فوت ہو گئے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ خودکشی کی واردات ہے۔

نئی دہلی ۴ اپریل۔ آج مرکزی اسمبلی نے کوئلے کی کانوں کے متعلق آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کا بل بغیر تقسیم آراء پاس کر دیا۔ پروفیسر رنگا کی یہ ترمیم کہ تحقیقاتی کمیٹی میں دو نمائندے مزدوروں کے بھی لئے جائیں گر گئی۔

نئی دہلی ۴ اپریل۔ آج کونسل آف سٹیٹ میں غیر ملکیوں کی رجسٹریشن کا بل جس شکل میں مرکزی اسمبلی میں پاس ہوا تھا۔ منظور ہو گیا

نئی دہلی ۴ اپریل۔ آج مرکزی اسمبلی میں ڈیفنس سکرٹری نے تسلیم کیا کہ یورپین جنگ کی صورت میں ہندوستان کی فوجیں بھی استعمال کی جائیں گی۔ ایک ضمنی سوال کے جواب میں کہا۔ کہ ہندوستان کے ڈیفنس کا معاملہ صرف اس کی سرحدوں تک ہی محدود نہیں ہے۔ جن جنگی سرگرمیوں سے ہندوستان کا مفاد وابستہ ہوتا ہے۔ ان کے متعلق برطانوی حکومت گورنمنٹ آف انڈیا سے مشورہ لیتی رہتی ہے حکومت ہند نے برطانوی حکومت سے ایسا کوئی اقرار نہیں کیا۔ جس سے ہندوستان کو مالی طور پر زیر بار ہونا پڑے۔

نئی دہلی ۴ اپریل۔ آج مرکزی اسمبلی میں آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کے نئے ٹیرف بل پر بحث شروع ہو گئی جس کا مفاد یہ ہے کہ ٹوٹا چاول۔ ریشم۔ اور میگنیشم کلورائڈ پر حفاظتی ڈیوٹی کو مزید دو سال کے لئے جاری رکھا جائے۔

پشاور ۳ اپریل۔ آج جب سرحد اسمبلی میں گورنمنٹ کے مارکیٹنگ بل پر غور شروع ہوا۔ تو ۲۰۰ کے قریب تاجروں اور بیوپاریوں نے جن کی اکثریت ہندو و سکھ تھی اسمبلی چیمبر کے باہر سیاہ جھنڈیوں سے مظاہرہ کیا۔ ڈاکٹر خان صاحب مظاہرین کے پاس گئے۔ اور انہیں یقین دلایا۔ کہ ان کے ساتھ کوئی بے انصافی نہیں کی جائے گی۔ اس پر مظاہرین واپس چلے گئے۔ سردار اجیت سنگھ کی یہ تحریک کہ بل کو پھر سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے گر گئی۔

پٹنہ ۴ اپریل۔ ڈالٹن گنج کے علاقہ میں شدید ژالہ باری ہوئی جس سے ۵۳ آدمی ہلاک اور متعدد مجروح ہوئے۔ بے شمار جانور اور پرندے ہلاک ہو گئے۔ فصلیں تباہ ہو گئیں۔ درخت اکھڑ گئے۔ خام مکانات گر گئے۔ نیز سیتا مڑھی سب ڈویژن میں آتشزدگی کی وجہ سے ۳۰۰ مکانات جل گئے۔ اور اس طرح ۵۰ ہزار روپیہ کا نقصان ہوا۔

رنگون ۴ اپریل۔ سرحد کے ایک تجارتی مرکز پر آتشزدگی کی وجہ سے چینیوں اور برمیوں کی کپڑے کی متعدد دکانیں جل گئیں نقصان کا اندازہ پندرہ لاکھ کیا جاتا ہے

امرت سر میں ۴ اپریل کو سونا ۳۷ روپے ۵ آنے اور چاندی ۵۲ روپے ۴ آنے تھی ۵ اپریل کو امرت سر کی منڈی کا نرخ یہ رہا۔ گندم ۲ روپے ۶ آنے چنے تین روپے ۹ آنے۔ دیسی کپاس ۴ روپے ۵ آنے توریا خشک ۴ روپے تل سفید ۶ روپے

روما ۴ اپریل۔ اٹلی کی کابینہ نے انگلستان و اٹلی کے تجارتی معاہدہ کی منظوری دینے کا فیصلہ کر دیا ہے۔

ماسکو ۴ اپریل۔ سوویٹ گورنمنٹ نے سرکاری طور پر اس خبر کی تردید کی ہے کہ روس نے پولینڈ کو اشیائے خام ارسال کی ہیں۔

پونا ۴ اپریل۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ اس جگہ فرقہ وارانہ فساد کے خطرہ کے پیش نظر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے امتناعی احکام جاری کر کے ایک مندر کی تعمیر بند کرا دی ہے

الہ آباد ۴ اپریل۔ حال ہی میں فرقہ وارانہ فساد کے سلسلہ میں یہاں ۲۷۷ گرفتاریاں عمل میں لائی گئی ہیں دوران فساد میں ۸ آدمی ہلاک اور ۴۶ زخمی ہوئے۔

پیرس ۴ اپریل۔ رہائن لینڈ اور آسٹریا کے قریباً ۱۰ ہزار باشندوں نے موسیو دلادیہ کو

نارتھ ویسٹرن ریلوے

تعطیلات ایسٹر کیلئے رعایت

آئندہ تعطیلات ایسٹر کے لئے رعایت ۳۱ مارچ سے ۱۰ ر اپریل ۱۹۳۹ء تک نارتھ ویسٹرن ریلوے پر واپسی ٹکٹ جو ۲۴ ر اپریل تک کارآمد ہو سکیں گے مندرجہ ذیل شرح سے جاری کئے جائیں گے بشرطیکہ یکطرفہ مسافت ۱۰۰ میل سے زائد ہو یا ایک سو ایک میل کا رعایتی کرایہ ادا کر دیا جائے۔

اول اور دوم درجہ ۱ ½ کرایہ

درمیانہ اور سوم درجہ ۱ ½ کرایہ

چیف کمرشل مینجر لاہور

نارتھ ویسٹرن ریلوے

والٹن ٹریننگ سکول میں ۲۲ مئی ۱۹۳۹ء سے گارڈوں کو تربیت دینے کے لئے ۴۴ اسامیاں خالی ہیں۔ جن کیلئے درخواستیں مطلوب ہیں (شرح تنخواہ ۶۰-۲/۵-۵۰-۵-۳۰ ہوگی۔ عمر کی شرط ۲۲ مئی ۱۹۳۹ء تک ۱۸ سے ۲۴ سال تک ہے۔ تعلیمی قابلیت کا معیار ایف۔ اے اور ایف۔ ایس۔ سی تک ہے۔ سابق فوجی ملازموں کیلئے خاص شرائط ہیں۔ درخواستوں کی آخری تاریخ یکم مئی ۱۹۳۹ء ہے۔ مزید تفصیل کیلئے ٹکٹ والا لفافہ جس پر پورا پتہ لکھا ہو درخواست کے ساتھ جنرل مینجر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور کو ارسال کریں درخواستیں بھی اسی پتہ پر روانہ کی جائیں۔ بیرونی لفافہ کے بائیں کونے پر (VACANCIES FOR GUARDS) ضرور لکھا جائے

(جنرل مینجر لاہور)

دوائی اٹھرا

محافظ جنین حب اٹھرا رجسٹرڈ

اسقاط حمل کا مجرب علاج حضرت خلیفۃ المسیح الاول رض کے شاگرد کی دوکان سے

جن کے حمل گر جاتے ہیں یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں یا پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اکثر ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز پیلے دست سوکھے ہچکیں۔ درد پسلی یا نمونیہ ام الصبیان پر چھاواں یا سوکھا۔ بدن پر پھوڑے پھنسی۔ چھانے۔ خون کے دھبے پڑنا۔ دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ خوبصورت معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دے دینا۔ بعض کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہونا۔ لڑکیوں کا زندہ رہنا لڑکے فوت ہو جانا۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی مرض نے کروڑوں خاندان بے چراغ و تباہ کر دیئے ہیں۔ جو ہمیشہ نسلے بچوں کا منہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور اپنی قیمتی جائیدادیں عزیزوں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لے گئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز۔ شاگرد حضرت قبلہ مولوی نورالدین صاحب رض طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپ کے ارشاد سے ۱۹۱۱ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا۔ اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر نہ کرنا چاہیے۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر گیارہ روپے علاوہ محصولڈاک۔

المشتہر حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفۃ المسیح الاول اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

نارتھ ویسٹرن ریلوے

یکم جون ۱۹۳۹ء یا مابعد کی تاریخ سے ہریانہ براستہ ہوشیارپور ریلوے سٹیشن پر ایک آؤٹ ایجنسی اور ہوشیارپور میں ایک سٹی بکنگ ایجنسی چلانے کے لئے ٹنڈر مطلوب ہیں۔

۲۔ ٹنڈر ۱۷ ر اپریل ۱۹۳۹ء کے شام کے چار بجے تک وصول کئے جائیں گے۔ اور ۱۸ اپریل ۳۹ء کو ۱۱ بجے صبح ان ٹنڈر بھیجنے والوں کی موجودگی میں جو اس وقت اور تاریخ پر حاضر ہوں گے۔ چیف کمرشل مینجر کے دفتر میں کھولے جائیں گے۔ کامیاب ٹنڈر بھیجنے والے کو یکم مئی ۳۹ء کو ضمانت کے طور پر ۳ ہزار روپیہ جمع کرانا ہوگا۔

۳۔ ٹھیکیدار کے لئے ضروری ہوگا کہ:۔

(۱) این۔ ڈبلیو آر کی پسند کے مطابق مسافروں۔ ان کے سامان پارسل اور اسباب (روزنی سامان، جانور۔ اسلحہ اور بارود وغیرہ کے سوا) کی بکنگ کے لئے موزون عمارت مہیا کرے۔

(۲) مسافروں اور ان کا اسباب نیز سامان اور پارسل لاریوں کے ذریعہ آؤٹ ایجنسی ہریانہ اور سٹی بکنگ ایجنسی ہوشیارپور سے ریلوے سٹیشن ہوشیارپور تک پہنچانے اور وہاں سے لانے کا بندوبست کرے۔

(۳) آؤٹ ایجنسی اور سٹی بکنگ ایجنسی کے درمیان مسافروں، ان کے اسباب۔ پارسلوں اور مال کا بکنگ کرنے کے لئے این ڈبلیو ریلوے اینڈ منسٹریشن کی سابقہ منظوری سے اپنا عملہ مقرر کرے۔

(۴) آؤٹ ایجنسی اور سٹی بکنگ ایجنسی سے ریلوے سٹیشن تک لے جانے اور وہاں سے لانے کے وقت راستہ میں مسافروں۔ ان کے اسباب۔ مال اور پارسلوں کا حادثات۔ چوری۔ تباہی۔ کمی۔ گمشدگی۔ یا نقصان کا بیمہ کرے۔ جس میں تیسری پارٹی کا رسک بھی شامل ہو۔

۴۔ ٹھیکیدار اپنے ٹنڈر میں ظاہر کرے کہ:۔

(ا) کہ محولہ بالا (۲) کے مطابق مال اسباب اور پارسل لے جانے یا لانے کے لئے ایک من یا من کے کسی جزو پر کم از کم کتنا بھاڑا اور مسافروں کا کس قدر کم از کم کرایہ وصول کرنے کے لئے تیار ہے۔

(ب) محولہ بالا (۱) کے مطابق موزوں عمارت مہیا کرنے اور (۴) کے مطابق ریلوے کا کام کرنے کے لئے کس قدر معاوضہ لینا چاہتا ہے۔

۵ ٹنڈر سربمہر لفافے میں بھیجا جائے۔ جس پر "ہریانہ آؤٹ ایجنسی اور ہوشیارپور سٹی بکنگ ایجنسی" لکھا جائے۔

۶۔ کامیاب ٹنڈر بھیجنے والے کو جس قسم کا معاہدہ پر کرنا ہوگا۔ اس کی ایک کاپی جنرل مینجر این۔ ڈبلیو۔ آر۔ لاہور کے دفتر سے دو روپیہ ادا کرنے پر مل سکتی ہے

۷۔ جنرل مینجر۔ این۔ ڈبلیو۔ آر کو حق حاصل ہے۔ کہ جس ٹنڈر کو چاہے منظور کرے۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ ٹنڈر کم از کم ہو۔

جنرل مینجر لاہور

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی

کوئی معمولی بات نہیں ہوتی۔ اگر وہ قوم ہمت والی ہو۔ اگر وہ مشکلات اور مصائب سے گھبرانے والی نہ ہو۔ اگر خدا کے وعدے اور اس کی نصرتیں اس کے ساتھ ہوں۔ اور اگر اس قوم کے نوجوان اور بوڑھے درست ہوں اور ان کا

اخلاقی اور مذہبی معیار

بہت بلند ہو۔ تو وہ پچاس ساٹھ سال کے اندر اندر تمام دنیا پر چھا جانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

درحقیقت اتار چڑھاؤ ہی ہے جو قوموں کو نقصان پہونچایا کرتا۔ اور ان کی ترقیات کو روک دیتا ہے۔ یعنی ایک وقت تو وہ جوش میں آجاتی۔ اور بڑے زور شور سے کام شروع کر دیتی ہیں۔ مگر دوسرے وقت گر جاتی ہیں۔ ایک وقت تو ان کی ہمتیں نہایت بلند ہوتی ہیں۔ اور وہ مردانہ وار

مصائب کے مقابلہ کا تہیّہ

کر کے ترقی کی طرف بڑھنا شروع کر دیتی ہیں۔ مگر دوسرے وقت بالکل دب جاتی اور پستی کی طرف گرنا شروع کر دیتی ہیں۔ ایسی صورت میں اس قوم کی پستی کا زمانہ اس کے ان فوائد کو کمزور کر دیتا ہے۔ جو اس نے اپنی ترقی کے ایام میں حاصل کئے ہوتے ہیں۔ مگر جب تمام قوم کا قدم یکساں طور پر آگے کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہو تو پچاس ساٹھ سال دنیا بھر میں تغیر پیدا کرنے کے لئے کافی ہوتے ہیں۔ پس نوجوانوں کو درست کرنے اور ان کے اخلاق کو سدھارنے سے جماعت کو عظیم الشان فائدہ پہنچ سکتا ہے اور میں خدام الاحمدیہ کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ انہیں اپنے کام کی عظمت کبھی بھی فراموش نہیں کرنی چاہیئے۔ خدام الاحمدیہ کے وہ ممبر جو یہ سمجھتے ہیں کہ خدام الاحمدیہ دوسری انجمنوں کی طرح ایک انجمن ہے۔ وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ انہیں اس میں شامل رکھا جائے۔ اسی طرح وہ ممبر جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم ایک کمیٹی بنا کر سلسلہ کی خدمت کا جزوی طور پر کچھ کام کریں گے۔ وہ بھی اپنے کام کی اہمیت اور اس کی عظمت سے بالکل ناواقف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی قوم کے نوجوانوں کی درستی ہی اصل کام ہوا کرتا ہے۔ اور یہی کام ہے جو قوموں کی ترقی کے راستہ میں ممد اور معاون ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام پر

ابتدائے زمانہ میں ایمان لانے والے

زیادہ تر نوجوان ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نہیں چاہتا۔ کہ بوڑھے بوڑھے اس کے سلسلہ میں شامل ہوں۔ اور چند روز خدمت کر کے وہ وفات پا جائیں۔ اور سلسلہ کی تعلیم کو آئندہ نسلوں تک پہونچانے والے کوئی نہ رہیں۔ پس وہ بوڑھوں کی بجائے زیادہ تر نوجوانوں کو اپنے سلسلہ میں شامل کرتا ہے۔ اور نوجوانوں کی جماعت کو ہی

نبی کی تربیت

میں رکھ کر درست کرتا ہے۔ تاکہ وہ نبی کی وفات کے بعد ایک لمبے عرصہ تک اس کے لائے ہوئے نور کو دنیا میں پھیلا سکیں۔ اور اس کی تعلیم کی اشاعت اور ترویج میں حصہ لے سکیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مبعوث ہوئے۔ تو آپ کے مقرب ترین صحابہ قریباً سارے ہی ایسے تھے۔ جو عمر میں آپ سے چھوٹے تھے حضرت ابوبکرؓ آپ سے اڑھائی سال عمر میں چھوٹے تھے۔ حضرت عمرؓ آپ سے ساڑھے آٹھ سال عمر میں چھوٹے تھے۔ اور حضرت علیؓ آپ سے ۲۹ سال عمر میں چھوٹے تھے۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی ۲۰ سال سے لے کر ۲۵ سال تک آپ سے عمر میں چھوٹے تھے۔ یہ

نوجوانوں کی جماعت تھی جو آپ پر ایمان لائی

اور اس جوانی کے ایمان کی وجہ سے ہی مسلمانوں کی جماعت کو یہ فائدہ پہونچا۔ کہ چونکہ یہ ایک لمبے عرصہ تک رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت میں رہے تھے۔ اور پھر ان کی عمریں چھوٹی تھیں۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بھی یہ لوگ ایک عرصۂ دراز تک لوگوں کو فیض پہونچاتے رہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوئ نبوت کے بعد ۲۳ سال کے قریب زندہ رہے ہیں۔ اب اگر ساٹھ ساٹھ سالہ بوڑھے ہی آپ پر ایمان لاتے۔ اور نوجوان طبقہ اس میں شامل نہ ہوتا تو نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ ان میں سے اکثر مکہ میں ہی وفات پا جاتے۔ اور

مدینہ کے لوگوں کیلئے نئی ٹریننگ

شروع کرنی پڑتی۔ کیونکہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ پہونچتے۔ تو پہلی تمام جماعت ختم ہو چکی ہوتی۔ اور آپ کو ضرورت محسوس ہوتی۔ کہ ایک اور جماعت تیار کریں جو اسلام کی باتوں کو سمجھے۔ اور آپ کے نمونہ کو دیکھ کر وہی نمونہ دوسروں کو اختیار کرنے کی تلقین کرے۔ اگر ایسا ہوتا تو اسلام کے لئے کس قدر مشکلات ہوتیں۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ایسا نہیں ہونے دیا۔ اس لئے ایسا انتظام فرمایا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے تو بجائے کسی نئی جماعت کے ٹریننگ کے وہی نوجوان جو مکہ میں آپ پر ایمان لائے تھے۔ اس قابل ہو چکے تھے۔ کہ

فوجوں کی کمان

اپنے ہاتھ میں لیں۔ چنانچہ گیارہ سال کا علی مدینہ پہونچتے وقت چوبیس سال کا جوان تھا۔ اور ۲۰ سال کا زبیر مدینہ جاتے وقت تیس سال کا جوان تھا یہی حال باقی نوجوان صحابہؓ کا بھی تھا۔ کوئی ان میں سے تیس سال کا تھا۔ کوئی چونتیس سال کا تھا۔ اور کوئی پینتیس سال کا تھا۔ پس بجائے اس کے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

نئے سرے سے ایک جماعت

بنانی پڑتی۔ جب آپ مدینہ میں پہنچے۔ اور کام وسیع ہو گیا۔ تو آپ

مدینۃ المسیح

قادیان ۵ اپریل۔ آج ساڑھے تین بجے بعد دوپہر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز بذریعہ موٹر سندھ کے سفر سے بخیر و عافیت تشریف لے آئے۔ الحمد للہ

قصبہ سے باہر حضرت مولوی شیر علی صاحب مقامی امیر ناظر صاحبان اور مقامی جماعت کے اور بہت سے احباب استقبال کے لئے موجود تھے۔ جنہیں حضور نے شرف مصافحہ بخشا۔ بٹالہ سے آنے والی سڑک پر دور تک نیشنل لیگ کور کے والنٹیئرز نے پہرہ کا انتظام کر رکھا تھا۔ بعض والنٹیئرز بٹالہ پہونچے ہوئے تھے۔

حضور کی صحت کے متعلق آج ۸½ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ سردرد کے باعث آج بہت تکلیف ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت آج زیادہ ناساز رہی۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔

سیدہ ام طاہر احمد حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو سردرد اور نزلہ کے باعث تکلیف ہے دُعائے صحت کی جائے۔

آج منشی محمد الدین صاحب مختار عام صدر انجمن احمدیہ کی لڑکی کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی جس میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ اور بعض اور اصحاب شریک ہوئے اور دُعا کی۔

ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے کا لڑکا بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

کو انہی نوجوانوں میں سے بہت سے مدرس مل گئے۔ جنہوں نے مکہ میں آپ سے سبق حاصل کیا تھا۔ اور پھر اور دس سال تک مدینہ میں بھی انہیں

رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شاگردی

میں رہنے کا موقعہ مل گیا۔ اور جب آپ کی وفات کا وقت آیا۔ تو اس وقت چونتیس سال کا علی چونتیس سال کا جوان تھا۔ اور ابھی ایک لمبا عرصہ کام کا اُن کے سامنے پڑا تھا۔ اسی طرح وُہ زبیرؓ جو رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے وقت ۱۷ سال کا تھا وُہ اس وقت چالیس سال کا جوان تھا تو یہ نوجوانوں کی ایک ایسی جماعت تھی۔ کہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں باوجود ۲۳ سال آپ کے ساتھ کام کرنے کے جب آپؐ فوت ہُوئے۔ تو ابھی اُن کے سامنے ان کی زندگی کے بیس تیس سال کام کرنے کے لئے پڑے تھے۔ اور پھر ہر ایک نے آپ کی وفات کے بعد اپنی اپنی عُمر کے مطابق کام کیا۔ چنانچہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

کو رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اڑھائی سال کام کرنے کا موقعہ ملا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد ساڑھے آٹھ سال کام کرنے کا موقعہ ملا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد بیس سال کام کرنے کا موقعہ ملا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وفات کے بعد چھبیس سال کام کرنے کا موقعہ ملا۔ یہی حال طلحہ رضؓ اور زبیر رضؓ کا بھی ہُوا حتّٰی کہ بعض صحابہ اس قسم کے بھی تھے۔ جو رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد پچاس پچاس سال تک زندہ رہے۔ اور بعض ایسے بھی تھے۔ گو ان کی تعداد بہت کم ہے۔ کہ وُہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ستّر ستّر اسّی اسّی سال زندہ رہے۔ یہ نتیجہ تھا اس بات کا کہ

نوجوانوں کے دِلوں میں اللہ تعالےٰ نے ہدایت ڈالی

اور وُہی نوجوان درست ہو کر ایک لمبی عمر تک خدمتِ اسلام کرتے رہے چنانچہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب مدینہ پہونچے۔ تو اس وقت حضرت انس کی عمر کل دس سال کی تھی۔ دس سال وُہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے۔ اور جب بیس سال کے ہُوئے۔ تو رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وفات پا گئے۔ مگر خود

حضرت انس رضؓ کی وفات ایک سَو دس سال میں

جا کر ہُوئی۔ گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے نوّے سال بعد تک انہیں لوگوں کو اسلام کی تعلیم سکھانے کا موقعہ ملا۔ بوجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے وقت بہت نوجوان ہونے۔ اور بہت لمبی عُمر پانے کے یہ سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی تھے۔ اب دیکھ لو۔ اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ کو کہاں تک ممتد کر دیا۔ مگر بہر حال اس

سِلسلہ کا امتداد نوجوانوں کے ذریعہ ہی ہُوا۔

اگر ستّر اسّی سال کے بوڑھے ہی رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لاتے۔ تو وُہ کہاں کام کر سکتے تھے۔ اول تو اُن کی حالتوں کا سدھرنا ہی مشکل تھا۔ اور اگر وُہ درست بھی ہو جاتے تو ان میں سے اکثر رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں ہی فوت ہو جاتے۔ اور اگر چند لوگ زندہ بھی رہتے۔ تو پانچ سات سال کے بعد وُہ بھی ختم ہو جاتے۔ اور جماعت میں کوئی ایسا شخص نہ رہتا۔ جو اسلام کی تعلیم سے پوری طرح واقف و آگاہ ہوتا۔

پس ابتدائی زمانہ میں نوجوانوں کا اسلام میں داخل ہونا اللہ تعالےٰ کی بہت بڑی رحمت تھی۔ اور یہی وُہ تدبیر تھی جس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے دُشمن کا مقابلہ کیا۔ اور اس نے نوجوانوں کی ایک ایسی جماعت تیار کر دی جس نے آپ کی شاگردی میں رہ کر آپ سے تعلیم حاصل کی حتٰے کہ بعض نے تو اپنا بچپن آپ کی نگرانی میں ہی گزارا۔ جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ کہ وُہ گیارہ سال کی عمر میں رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ اس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد بھی ایک لمبے عرصہ تک

آپ کا تربیت یافتہ گروہ

دُنیا میں موجود رہا۔ اور اس نے اپنی تعلیم اور تربیت سے ایک اور نئی اور اعلےٰ درجہ کی جماعت پیدا کر دی۔ جو ان کی وفات کے بعد اسلام کے جھنڈے کو اپنے ہاتھوں میں تھامی رہی:۔

پس

خدام الاحمدیہ کا کام کوئی معمُولی کام نہیں

یہ نہایت ہی اہمیت رکھنے والا کام ہے۔ اور درحقیقت خدام الاحمدیہ میں داخل ہونا۔ اور اس کے مقررہ قواعد کے ماتحت کام کرنا ایک اسلامی فوج تیار کرنا ہے۔ مگر ہماری فوج وُہ نہیں جس کے ہاتھوں میں بندوقیں یا تلواریں ہوں۔ بلکہ

ہماری فوج

وُہ ہے۔ جس نے دلائل سے دُنیا پر غلبہ حاصل کرنا ہے۔ ہماری تلواریں۔ اور ہماری بندوقیں وُہ دلائل ہیں۔ جو احمدیت کی صداقت کے متعلق ہماری طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔ ہماری بندوقیں اور ہماری تلواریں وُہ دعائیں ہیں۔ جو ترقیٔ احمدیت کے متعلق ہم ہر وقت مانگتے رہتے ہیں۔ اور ہماری بندوقیں۔ اور ہماری تلواریں وہ اخلاقِ فاضلہ ہیں۔ جو ہم سے صادر ہوتے ہیں:۔

پس

دلائل مذہبی دُعائیں اور اخلاقِ فاضلہ

یہی ہماری توپیں۔ اور یہی ہماری تلواریں ہیں۔ انہی توپوں۔ اور انہی تلواروں سے ہم نے دُنیا کے تمام ادیان کو فتح کر کے اسلام کا پرچم لہرانا۔ اور اُن پر غلبہ و اقتدار حاصل کرنا ہے۔ اور اگر نوجوانوں میں یہ مہم جاری رہی۔ تو ہم اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت جلد ایک نہایت ہی اعلےٰ درجہ کی مسلّح فوج تیار کر لیں گے۔ جس کے مقابلہ میں کوئی دشمن نہیں ٹھہر سکے گا۔ اور واقعہ میں اگر ہماری جماعت کے نوجوان مذہب کی تعلیم سے واقف ہو جائیں۔ اگر وُہ ان دلائل سے واقف ہو جائیں جو غیر مذاہب کے مقابلہ میں ہماری طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور اگر وُہ دُعاؤں سے کام لیں۔ تو دُنیا کا کون سا انسان ہے۔ جو ان کے مقابلہ میں ٹھہر سکتا ہو:۔

بچپن سے میں نے

مباحثات کے مَیدان میں قدم

رکھا ہُوا ہے۔ گو مجھے اس قسم کے مباحثات سے نفرت ہے۔ جو مولوی کیا کرتے ہیں۔ مگر دوسروں سے علمی تبادلۂ خیالات میں بچپن کے زمانہ سے کرتا چلا آ رہا ہُوں۔ پس اس بارے میں میرا

پینتیس ۳۵ سالہ تجربہ

یہ ہے۔ کہ میں نے آج تک دُنیا میں ایک انسان بھی ایسا نہیں دیکھا جو کوئی ایسی بات پیش کر سکے۔ جو قرآنی اور احمدی تعلیم کے مقابلہ میں معقول بھی قرار دی جا سکے۔ ہر مذہب کے پیرؤوں سے میں نے باتیں کیں۔ اور ہر قسم کے علوم رکھنے والوں سے میری گفتگوئیں ہوئیں۔ مگر اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہمیشہ ایسا ہُوا۔

کہ یا تو ان کے اپنے ساتھیوں نے اقرار کیا۔ کہ ہمارے آدمی کو جواب نہیں آیا۔ اور یا انہوں نے کہا۔ کہ ہمارے آدمی نے تعصب اختیار کر لیا ہے۔ ورنہ آپ کے مقابلہ میں جو بات پیش کی جا رہی ہے یہ کوئی معقول نہیں۔ دنیا کا کوئی اعتراض ایسا نہیں جو قرآن مجید پر پڑتا ہو اور اس کا

کافی اور شافی جواب

ہمارے پاس موجود نہ ہو۔ یا اللہ تعالے خود ایسے موقعوں پر مجھے جواب سمجھا نہ دیتا ہو۔ بلکہ میں نے دیکھا ہے۔ بعض دفعہ اللہ تعالے ایسے سوالوں کے جواب بھی سمجھا دیتا ہے جو درحقیقت خارج از ضرورت ہوتے ہیں۔ اور جنہیں پیش کرنا کوئی معقولیت نہیں ہوتی۔ دنیا میں ایسی کئی باتیں ہوتی ہیں جن کا دریافت کرنا کوئی فائدہ نہیں پہونچاتا۔ اب اگر کوئی شخص ایسا سوال کرے۔ اور اس کا جواب نہ دیا جائے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی پوچھے۔ کہ ظہر کی چار رکعتیں کیوں مقرر ہیں۔ اور مغرب کی تین کیوں۔ اسی طرح عشاء کی چار رکعتیں کیوں ہیں۔ اور فجر کی دو کیوں۔ تو اس بات کا جواب دینا ہمارے لئے کوئی ضروری نہیں۔ اگر ہم نماز پڑھنے والے کا خدا تعالے سے تعلق ثابت کر سکتے ہیں۔ اگر ہم نماز کے متعلق یہ دلائل سے ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ وُہ

روحانی ترقی کا صحیح ذریعہ

ہے۔ تو اس کے بعد کسی کا یہ کہنا کہ مغرب کی تین رکعتیں کیوں ہیں اور فجر کی دو کیوں۔ یا ظہر عصر اور عشاء کی فرض نماز کی چار چار رکعتیں کیوں ہیں ایک غیر ضروری سوال ہے۔ خدا تعالے کی ان رکعتوں کے مقرر کرنے میں باریک در باریک حکمتیں ہیں۔ جو ضروری نہیں کہ انسان کی سمجھ میں آسکیں۔ اور اس کا ان حکمتوں کی دریافت کے پیچھے پڑنا نادانی ہے۔ اس کا کام صرف یہ ہے۔ کہ جب اس پر یہ بات کھل گئی ہے۔ کہ نماز پڑھنا خدا تعالے کا حکم ہے۔ اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالے کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ تو وہ نماز پڑھے۔ اُسے اس سے کیا کہ تین رکعتیں کیوں ہیں اور چار کیوں؟

میں نے پہلے بھی ایک دفعہ بتایا تھا کہ ایک دفعہ میں باہر سفر میں تھا کہ میرے لئے

ایک دوائی کی ضرورت

محسوس ہوئی۔ قریب ہی ہسپتال تھا ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب وہاں دوا لینے گئے سول سرجن صاحب جو اس وقت ہسپتال میں موجود تھے۔ انہوں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ آپ انہیں ہسپتال میں لے آئیں۔ میری مدت سے یہ خواہش ہے کہ انہیں دیکھوں۔ اس طرح میں اپنی خواہش کو بھی پورا کر سکوں گا۔ اور نہیں دیکھ کر کوئی نسخہ بھی تجویز کر دوں گا۔ چنانچہ مَیں گیا۔ اور اس نے دیکھنے کے بعد ڈاکٹر صاحب کو ایک نسخہ لکھوایا اس میں صرف تین دوائیں پڑتی تھیں ایک ٹنکچر نکس وامیکا تھی۔ دوسرا سوڈا بائیکارب اور تیسری دوائی مجھے یاد نہیں رہی۔ اس نے کہا کہ یہ نسخہ ہے جو تیار کرکے انہیں استعمال کرایا جائے۔ پھر وُہ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی طرف مخاطب ہوا۔ اور ان سے کہنے لگا۔ میں نے فلاں دوائی کے اتنے قطرے لکھے ہیں۔ اور فلاں دوائی کی مقدار اتنے گرین لکھی ہے۔ مَیں بوڑھا ہونے کو آگیا ہوں۔ اور چند مہینوں میں ریٹائر ہونے والا ہوں۔ میں نہیں بتا سکتا۔ کہ ایک دوا کے اتنے قطروں میں کیا حکمت ہے۔ اور دوسری دوا کے اتنے گرین ہونے میں کیا حکمت ہے۔ مگر یہ یاد رکھیے کہ اگر آپ میرے نسخہ سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ تو

قطروں اور گرینوں میں کوئی فرق نہ کیجیے

یہ نسبت اگر قائم رہے گی تو نسخہ فائدہ دے گا۔ اور اگر آپ نے نسبت قائم نہ رکھی۔ تو پھر میں اس نسخہ کے مفید ہونے کا ذمہ وار نہیں۔ آپ اگر پوچھیں کہ ان دواؤں کی مختلف نسبتوں میں کیا حکمت ہے۔ تو یہ میں بتا نہیں سکتا مگر میرا ہمیشہ کا تجربہ ہے۔ کہ یہی نسبت اگر اس نسخہ میں قائم رکھی جائے تو فائدہ ہوتا ہے۔ ورنہ نہیں ہوتا۔ اب اس نسخہ کی دواؤں کے اوزان کی نسبت میں کوئی حکمت ضرور تھی۔ اور اس ڈاکٹر کا وسیع تجربہ یہی بتا رہا تھا۔ کہ اگر اس نسبت کو قائم رکھا جائے۔ تو فائدہ ہوتا ہے۔ اور اگر قائم نہ رکھا جائے تو فائدہ نہیں ہوتا۔ مگر وُہ بتا نہیں سکتا تھا کہ اس میں کیا حکمت ہے۔ اور اس نے ڈاکٹر صاحب کو بار بار کہا کہ اس نسخہ کے اجزاء کے اوزان میں کمی بیشی نہ ہو۔ کیونکہ اسی نسبت سے ہزاروں لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اور اگر اس نسبت کو قائم نہ رکھا جائے تو فائدہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح

اللہ تعالیٰ کی بعض باتوں کی حکمت انسانی سمجھ میں نہیں آتی

مگر بہر حال جب ان باتوں کے فوائد ظاہر ہوں۔ تو انسان حکمت معلوم کرنے کے جنون میں فائدہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہی

لطیف نکتہ

بیان فرمایا ہے۔ کہ تم نے کبھی کسی باپ کو نہیں دیکھا ہوگا۔ جس کی اپنے بیٹے سے اس لئے محبت کم ہو گئی ہو۔ کہ اسے معلوم نہیں اس کی تلی کہاں ہے اور اس کا معدہ کہاں ہے۔ اور اس کا جگر کہاں ہے۔ اور اس کے پھیپھڑے کہاں ہیں۔ ہزاروں لاکھوں زمیندار ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ انسان کا دل کہاں ہوتا ہے۔ اور اس کا گردہ جگر معدہ اور پھیپھڑے کہاں ہوتے ہیں۔ شائد تم میں سے کئی اپنے دل میں ہنستے ہوں گے۔ کہ یہ کونسی بڑی بات ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ دل کہاں ہوتا ہے۔ اور جگر کہاں ہوتا ہے۔ اور تلی کہاں ہوتی ہے۔ اور معدہ کہاں ہوتا ہے مگر میں تمہیں بتاؤں۔ اگر تم کسی ڈاکٹر کے سامنے کہو کہ جگر یہاں ہوتا ہے اور معدہ یہاں۔ تو وہ فوراً تمہیں بتا دیگا کہ تم غلط سمجھتے ہو۔ پھر ان لوگوں کو جانے دو جو جانتے ہی نہیں کہ معدہ تلی۔ جگر۔ گردہ اور پھیپھڑے وغیرہ کہاں ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں۔ کہ ہمیں ان باتوں کا علم ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ ان میں سے

دس میں سے نو ہمیشہ انتڑیوں کی جگہ کو معدہ سمجھتے ہیں

یعنی جو قولون کی بڑی انتڑی ہوتی ہے۔ ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ ہمیشہ اسی کو معدہ سمجھتا ہے۔ اور دل میں یہ خیال کرکے خوش رہتا ہے۔ کہ کچھ نہ کچھ ڈاکٹری میں بھی جانتا ہوں۔ وُہ ہمیشہ انتڑیوں کی جگہ کو معدہ سمجھتا ہے۔ اور ہاتھ لگا کر کہتا ہے۔ میرے معدے میں درد ہو رہا ہے۔ حالانکہ وُہ درد معدہ میں نہیں بلکہ انتڑی میں ہوتا ہے۔ تو تعلیم یافتہ طبقہ کو بھی صحیح طور پر ان اعضاء کا علم نہیں ہوتا۔ کجا یہ کہ غیر تعلیم یافتہ طبقہ کو ان باتوں کا علم ہو۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ کیا تم نے کبھی دیکھا۔ کہ اس

علم کے نہ ہونیکی وجہ

سے وُہ کہہ دے۔ کہ مَیں اس وقت تک اپنے بیٹے سے محبت نہیں کر سکتا۔ جب تک اس کا پیٹ چاک کرکے یہ دیکھ نہ لوں کہ اس کا معدہ کہاں ہے۔ اور جگر کہاں ہے اور تلی کہاں ہے۔ اور پھیپھڑے کہاں ہیں۔ پھر جب اپنے بیٹے کے متعلق انسان ایسی بحثوں میں نہیں پڑتا تو خدا تعالے کی ذات کے متعلق وُہ کیوں اپریشن کرنا چاہتا ہے۔ اور کیوں یہ خیال کرتا ہے کہ جب تک خدا تعالے کی ذات کے متعلق میرا فلاں فلاں سوال حل نہ ہو جائے۔ اس وقت تک میرا دل اس سے محبت نہیں کر سکتا۔ مگر

خُدا تعالیٰ کے بے شمار احسانات

انسانوں پر ثابت ہوجائیں۔ اگر یہ واضح ہوجائے۔ کہ انسان کو ہر لمحہ خدا تعالےٰ کی محبت اور اس کی رضاء کی ضرورت ہے اگر اس کے قرب کی راہیں انسان پر کُھل جائیں۔ اگر

عرفان اور محبت الٰہی کی ضرورت

انسان پر واضح ہوجائے۔ اور اگر یہ بات کُھل جائے۔ کہ ہر انسان اس بات کا محتاج ہے۔ کہ خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کرے۔ تو پھر انسان کو اس سے کیا۔ کہ خدا ازلی ابدی کیوں کر ہو گیا۔ وُہ غیر محدُود کس طرح ہو گیا۔ اس نے نیست سے ہست کس طرح کر دیا۔ تم ان باتوں کو چھوڑ دو۔ کہ ان کا محبت الٰہی سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ کسی انسان کی یہ طاقت ہے۔ کہ وُہ

خدا تعالےٰ کے بے انتہا اندرونی اسرار

کو معلوم کرسکے۔ تو ہر بات کی حکمت سمجھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ محبت کے لئے صرف اس قدر معرفت ضروری ہے کہ انسان کو وُہ محاسن اور خوبیاں معلوم ہو جائیں جو اس کے محبوب کے اندر ہوں۔ اُسے اس بات کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کہ وُہ یہ بھی دیکھے۔ کہ اس کے محبوب کا جگر کہاں ہے۔ اور معدہ اور گردے اور پھیپھڑے کہاں ہیں۔ مگر پھر بھی بعض دفعہ اللہ تعالےٰ ایسی باتوں کی حکمتیں سمجھا دیتا ہے۔ جن کی حکمتیں معلوم کرنے کی محبت اور معرفت کے لئے ضرورت نہیں ہوتی۔ اور نہ ان حکمتوں کا اس سے کوئی تعلق ہوتا ہے۔

تھوڑے ہی دن ہُوئے۔ ایک دوست نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ

مغرب کی فرض نماز کی تین رکعتیں کیوں مقرر ہیں

اور ان رکعتوں کی تعداد تین مقرر کرنے میں کیا حکمت ہے۔ میں چونکہ بعض خطبات اور خطوط وغیرہ میں نماز کی رکعتوں کی حکمت کے متعلق وقتاً فوقتاً بعض باتیں بیان کرچکا ہُوں۔ اس لئے میں نے انہیں کہا۔ کہ بعض دوستوں کے خطوں کے جواباً۔ اور خطبوں وغیرہ میں ایسی باتیں چھپ چکی ہیں۔ آپ اگر معلوم کرنا چاہیں۔ تو انہیں تلاش کرکے دیکھ لیں۔

وُہ ایک دعوت کا موقعہ تھا۔ جب یہ سوال میرے سامنے پیش ہُوا۔ اور پھر اس کے بعد اور باتیں شروع ہوگئیں اور اس سوال کا خیال میرے ذہن سے بالکل جاتا رہا۔ اس کے بعد ایک دن گزرا۔ پھر دوسرا دن گزرا۔ اور پھر تیسرا دن شروع ہوگیا۔ تیسرے دن مغرب کی نماز کے بعد سنتیں پڑھ کر میں تشہد میں بیٹھا تھا۔ اور سلام پھیرنے کے قریب تھا۔ کہ یک دم اللہ تعالےٰ نے مغرب کی نماز کی تین رکعتیں مقرر کرنے کی

ایک جدید حکمت

میرے دل میں ڈال دی۔ اور میں سلام پھیرنے کے قریب جس طرح بجلی کی رَو جسم میں سرایت کرجاتی ہے۔ اسی طرح وُہ علم میرے دل پر نازل ہُوا۔ اور وُہ یہ تھا۔ کہ

نمازیں اللہ تعالےٰ نے دو قسم کی بنائی ہیں

کچھ فرض نمازوں کا تو وُہ حصہ جو دن میں ادا کیا جاتا ہے۔ اور کچھ فرض نمازوں کا وُہ حصہ ہے۔ جو رات کے وقت ادا کیا جاتا ہے۔ کیونکہ دن اور رات کی نمازوں کے ذریعہ اللہ تعالےٰ بنی نوع انسان کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے۔ کہ انہیں خوشی کی حالت میں بھی اللہ تعالےٰ کی عبادت کرنی چاہیئے۔ اور مصیبتوں کے وقت میں بھی اس کی عبادت میں مشغول رہنا چاہیئے۔ ترقی کے زمانہ میں بھی اس کی طرف جُھکنا چاہیئے اور تنزل کے زمانہ میں بھی اس کے دروازہ پر گرا رہنا چاہیئے۔ تو اس حکمت کے پیش نظر اللہ تعالےٰ نے اپنی عبادت کو دو حصوں میں منقسم کر دیا۔ اور ایک حصہ تو دن میں رکھا۔ اور دوسرا حصہ رات میں۔ اس طرح پانچ نمازیں چوبیس گھنٹوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں۔ اور تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد انسان کو نماز پڑھنی پڑتی ہے دوسری طرف ہمیں اللہ تعالےٰ کا یہ قانون نظر آتا ہے۔ کہ وُہ طاق چیزوں کو پسند کرتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ

اللہ تعالےٰ طاق چیزوں کو پسند کرتا ہے۔

وُہ خود بھی ایک ہے۔ اور دوسری اشیا کے متعلق بھی وُہ یہی پسند کرتا ہے کہ وُہ طاق ہوں۔ چنانچہ یہ حکمت ہمیں ہر جگہ نظر آتی ہے۔ مگر یہ ایک الگ اور وسیع مضمون ہے۔ جس کو اس وقت بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے۔ کہ تمام قانونِ قدرت میں اللہ تعالےٰ نے طاق کو قائم رکھا ہے اور اس کے ہر قانون پہ طاق حاوی ہے۔

قرآن کریم کے محاوروں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محاوروں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ

سات کے عدد کو تکمیل کے ساتھ خاص طور پر تعلق ہے

چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے دُنیا کو سات دن میں بنایا۔ اسی طرح انسان کی رُوحانی ترقیات کے سات زمانے ہیں۔ پھر آسمانوں کے لئے بھی قرآن کریم میں سَبْعَ سَمٰوٰت کے الفاظ آتے ہیں۔ اور یہ طاق کا عدد ہے۔ تو طاق کا عدد اللہ تعالےٰ کے حضُور خاص حکمت رکھتا ہے۔ اور اس کا مظاہرہ ہم تمام قانونِ قدرت میں دیکھتے ہیں۔

اب اس قانون کے مطابق اگر فرض نمازوں کی رکعات کو جمع کرو۔ تو وُہ طاق ہی بنتی ہیں چنانچہ ظہر کی چار عصر کی چار۔ مغرب کی تین۔ عشاء کی چار اور فجر کی دو۔

کل ۱۷ رکعات ہوتی ہیں

اور اس طرح فرض نماز کی رکعتوں میں بھی اللہ تعالےٰ نے طاق کی نسبت کو قائم رکھا ہے۔

پس چونکہ اللہ تعالےٰ کے تمام کاموں میں طاق مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس لئے پانچ نمازوں میں سے ایک فرض نماز کی رکعتیں تین کردی گئیں۔ تا کہ طاق کے متعلق اللہ تعالےٰ کا جو قانون ہے۔ وُہ نمازوں میں بھی آجائے۔ اسی طرح وتروں کی نماز کو طاق اس لئے بنایا گیا ہے۔ کہ نوافل بھی طاق ہوجائیں اور اسی وجہ سے وتروں کو معمولی سُنتوں سے زیادہ وقعت دے دی گئی ہے۔ تاکہ مسلمان انہیں ضرور ادا کرے۔ اور اس کے نوافل طاق ہو جایا کریں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ وتروں کے سوا اور کوئی نفل طاق نہیں ہوتا۔ تا دو طاق مل کر جفت نہ ہوجائیں۔ اور یہی حکمت ہے۔ کہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اگر کبھی عشاء کے وقت وتر پڑھ لیتے۔ تو تہجد کے وقت ایک رکعت پڑھ کر انہیں جفت کردیتے۔ تاکہ تہجد کے آخر میں آپ وتر پڑھ سکیں۔ اور ان کے پڑھنے سے نوافل جفت نہ ہوجائیں۔

اب اس پر سوال پیدا ہوسکتا ہے۔ کہ مغرب کی نماز کی ہی تین رکعتیں کیوں مقرر کی گئی ہیں۔ کسی اور نماز کی تین رکعتیں کیوں مقرر نہیں کردی گئیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے مجھے اس سوال کا بھی جواب سمجھایا۔ اور وُہ یہ کہ دن کی نمازوں کی رکعات ہیں آٹھ۔ اور رات کی فرض نمازوں کی رکعات ہیں نَو۔ چنانچہ دیکھ لو۔ مغرب کی تین۔ عشاء کی چار۔ اور فجر کی دو۔ کل نَو رکعت بنتی ہیں۔ چونکہ مغرب کی نماز سُورج ڈوبنے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ اور فجر کی نماز سُورج نکلنے سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ اس لئے یہ دونوں نمازیں بھی در اصل رات کی ہی نمازیں ہیں۔ اور ان نمازوں کی ایک رکعت زیادہ کرنے میں ایک حکمت یہ ہے۔ کہ انسان کو تکلیفوں اور

مصیبتوں کے وقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ جھکنا چاہیئے

تاکہ وہ اس کے فضلوں کو جذب کر سکے۔ اسی لئے دن کے وقت اللہ تعالیٰ نے آٹھ رکعات نماز کی رکھیں۔ اور رات کے وقت نو۔ باقی رہا مقام کا سوال کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ایک رکعت کی زیادتی مغرب میں کیوں کی ہے۔ کسی اور نماز میں کیوں نہیں کر دی۔ تو اس کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھایا۔ اور وہ یہ کہ صبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے فرشتے خاص طور پر نازل ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو بندوں کی

تلاوتِ قرآن کی خبر

دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب انسان سو کر اٹھتا ہے۔ تو اس وقت اس کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اور نئے دور کے ابتداء کے وقت ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنے اندر بلند ارادے پیدا کرے۔ اور کہے کہ میں یوں کرونگا میں دوں کرونگا۔ اور یہ تمام باتیں چونکہ قرآن کریم میں موجود ہیں۔ اس لئے جب سو کر اٹھنے کے بعد انسان کی زندگی کا نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اسے اس کے

روحانی پروگرام

کی طرف توجہ دلانے کے لئے اسلام نے اس وقت قرآن کریم کی لمبی تلاوت مقرر کر دی۔ اور حکم دیا کہ فجر کی نماز میں قرآن کریم کی لمبی تلاوت کی جائے۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ کا معاملہ احکام میں یُسر کا ہے عسر کا نہیں۔ اس لئے فجر کی نماز اس نے باقی تمام نمازوں سے چھوٹی کر دی۔ تاکہ لمبی تلاوت کی جا سکے پس فجر کی نماز کو تو اس نے چھوٹا کیا۔ لیکن تلاوتِ قرآن کو لمبا کر دیا۔ کیونکہ اس وقت اس بات کی ضرورت ہوتی ہے۔ کہ قرآن کریم کے مضامین بار بار سامنے آئیں۔ پس فجر کی نماز کو چھوٹا کرنا ضروری تھا تا تلاوت کو لمبا کیا جا سکے۔ یہ نماز درحقیقت عصر کی نماز کے مقابل پر ہے۔ اور ظاہر میں اس کے عدد کو عصر کے ساتھ اس طرح بھی مشابہت ہو جاتی ہے۔ کہ عصر کے ساتھ کوئی سنت موکدہ نہیں ہیں۔ اور صبح کے ساتھ دو سنتیں ایسی ہیں جو عام موکدہ سنتوں سے بھی زیادہ موکدہ ہیں۔ اس طرح صبح کی رکعتیں بھی چار ہو جاتی ہیں۔ اور عصر کی بھی چار ہوتی ہیں۔ اسکے مقابل پر عشاء کی نماز ظہر کے مقابل پر ہے۔ اور اس میں دو سنتیں اور تین وتر لازمی ہیں۔ وتر کی رکعت نکالدی جائیں۔ تو چار نوافل ہو جاتے ہیں۔ یہ ظہر کی دو دو سنتیں فرض کر کے ظہر کی سنتوں کے برابر ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر چھ یا آٹھ سنتیں قرار دی جائیں تو پھر یہ کم رہ جاتی ہیں۔ لیکن جب دیکھا جائے کہ اسکے بعد تہجد پر زور دیا گیا ہے۔ تو ظہر کے نوافل کی کمی کا ازالہ اس سے ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں وتروں کے بعد بھی دو نفل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاص تہجد سے بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ اس سے بھی ظہر اور عشاء کی رکعات برابر ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ ایک وسیع مضمون ہے۔ میں نے اشارۃً اسکی طرف توجہ دلائی ہے۔

غرض عشاء کی نماز جو عصر کی نماز کے مقابلہ میں تھی۔ اسمیں کسی زیادتی کی گنجائش نہیں تھی۔ صرف مغرب کی نماز ہی رہتی تھی جسے طاق بنانے کے لئے اس میں ایک رکعت کی زیادتی کی جا سکتی تھی۔ اسی حکمت کے ماتحت خدا تعالیٰ نے مغرب کی نماز کی تین رکعتیں مقرر کر دیں۔ کیونکہ کسی نماز کا تین رکعت پر مشتمل ہونا نمازوں کے طاق بنانیکے لئے ضروری تھا۔ اور ادھر ضروری تھا کہ یہ زیادتی رات کی نمازوں میں کی جائے۔ یہ جتانے کے لئے کہ مصیبت کے وقت انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر رات کی نمازوں میں سے فجر میں یہ زیادتی نہیں کی جا سکتی تھی۔ کیونکہ وہاں لمبی تلاوت قرآن کا حکم دیدیا گیا تھا عشاء کی نماز میں بھی یہ زیادتی نہیں ہو سکتی تھی۔ صرف مغرب کی نماز رہتی تھی۔ سو خدا نے مغرب کی نماز مسلمانوں کو تین رکعت پڑھنے کا حکم دے دیا۔ اب بظاہر اس حکمت کے بتانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ یہ ایک معاملہ ہے۔ جس پر

آمنا وصدقنا کہنا چاہیئے

نہ یہ کہ تفصیلات میں پڑ کر انسان باریک در باریک حکمتیں معلوم کرنے کی کوشش کرے۔ اور اگر ایسی ہی باتوں میں انسان مصروف ہو جائے تو کہہ سکتا ہے کہ پہلے رکوع کیوں رکھا اور سجدہ بعد میں کیوں رکھا۔ کیوں نہ سجدہ پہلے رکھ دیا۔ اور رکوع بعد میں۔ اور گو اس میں بھی حکمتیں ہیں۔ مگر تمہارا کام یہ نہیں کہ تم ان باتوں میں اپنا وقت ضائع کرو۔ تمہیں جب رکوع کرنے کو کہا جاتا ہے تو تم رکوع کرو جب سجدہ کرنے کو کہا جاتا ہے تو سجدہ کرو۔ تم پر جب نماز کی حقیقت منکشف ہو چکی ہے تو تمہارا یہ کام ہے۔ کہ جس طرح خدا نے نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح تم نمازیں پڑھو نہ یہ کہ چھوٹی چھوٹی بات کی حکمت دریافت کرنیکے پیچھے لگ جاؤ۔ تو ضروری نہیں ہوتا کہ ان باتوں کی حکمتیں سمجھائی جائیں مگر بعض دفعہ اللہ تعالیٰ سمجھا بھی دیتا ہے اور اس طرح قرآنی علوم کھولتا رہتا ہے۔ بہرحال مباحثات کے بارے میں میرا وسیع تجربہ یہ ہے۔ کہ قرآنی علوم ایسے ہیں کہ انکا مقابلہ کوئی دشمن نہیں کر سکتا۔ اگر ہماری جماعت کے نوجوان ان قرآنی علوم کو سیکھ لیں تو جو دلائل اور براہین کی لڑائی ہے اسمیں کوئی بڑے سے بڑا لشکر بھی ان کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا۔

دوسری چیز عمل ہے

اگر نوجوان اخلاقِ فاضلہ سیکھ لیں۔ اور پھر عملی طور پر بھی انکا قدم ہمیشہ آگے کی طرف بڑھتا چلا جائے تو دنیا کیا بڑے بڑے دینوں پر بھی وہ غالب آسکتے ہیں۔ تیسری چیز سامانوں کی کمی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان کامیابی سے محروم رہ جاتا ہے۔ اس کے لئے میں نے دُعا کا طریق بتایا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہوں۔ اور ہمارے سامانوں کی کمی کو پُورا کر دیں۔ اور یقیناً اگر ہماری جماعت کے نوجوان نہ صرف دلائل سے کام لینے والے ہوں۔ نہ صرف

اخلاقِ فاضلہ

کے مالک ہوں۔ بلکہ دُعاؤں سے بھی کام لینے کے عادی ہوں۔ تو انکے مقابلہ میں کوئی طاقت نہیں ٹھہر سکتی ؛

میں نے خدام الاحمدیہ کے سامنے ایک پروگرام پیش کر دیا ہے

اور میں انہیں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ ان باتوں کو یاد رکھیں جو میں نے بیان کی ہیں اور ہمیشہ اپنے آپ کو قومی اور ملکی خدمات کے لئے تیار رکھیں۔ دنیا میں قریب ترین عرصہ میں عظیم الشان تغیرات رونما ہونے والے ہیں۔ اور درحقیقت تحریک جدید ایک

ہنگامی چیز

کے طور پر میرے ذہن میں آئی تھی۔ اور جب میں نے اس تحریک کا اعلان کیا ہے اس وقت خود مجھے بھی اس تحریک کی کئی حکمتوں کا علم نہیں تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک نیت اور ارادہ کے ساتھ میں نے یہ سکیم جماعت کے سامنے پیش کی تھی۔ کیونکہ واقعہ یہ تھا۔ کہ جماعت کی اُن دنوں حکومت کے بعض افسروں کی طرف سے شدید ہتک کی گئی تھی اور

سلسلہ کا وقار خطرے میں

پڑ گیا تھا۔ پس میں نے چاہا کہ جماعت کو اس خطرے سے بچاؤں۔ مگر بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی رحمت انسانی قلب پر تصرف کرتی۔ اور روح القدس اُس کے تمام ارادوں اور کاموں پر حاوی ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں میری زندگی میں بھی یہ ایسا ہی واقعہ تھا۔ جبکہ

روح القدس میرے دل پر اترا

اور وہ میرے دماغ پر ایسا حاوی ہو گیا کہ مجھے یوں محسوس ہؤا۔ گویا اس نے مجھے ڈھانک لیا ہے۔ اور ایک نئی سکیم ایک دنیا میں تغیر پیدا کر دینے والی سکیم میرے دل پر نازل کر دی۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ میری

تحریک جدید کے اعلان سے پہلے کی زندگی اور بعد کی زندگی

میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ قرآنی نکتے مجھ پر پہلے بھی کھلتے تھے اور اب بھی کھلتے ہیں مگر پہلے کوئی معین سکیم میرے سامنے نہیں تھی۔ جس کے قدم قدم کے نتیجہ سے میں واقف ہوں۔ اور میں کہہ سکوں کہ اس اس رنگ میں ہماری جماعت ترقی کرے گی۔ مگر اب میری حالت ایسی ہی ہے کہ جس طرح انجینئر ایک عمارت بناتا۔ اور اسے یہ علم ہوتا ہے کہ یہ عمارت کب ختم ہو گی۔ اس میں کہاں کہاں طاقچے رکھے جائیں گے۔ کتنی کھڑکیاں ہوں گی۔ کتنے دروازے ہوں گے۔ کتنی اونچائی پر چھت پڑیگی اسی طرح

دنیا کی اسلامی فتح کی منزلیں اپنی بہت سی تفاصیل اور مشکلات کے ساتھ میرے سامنے ہیں

دشمنوں کی بہت سی تدبیریں میرے سامنے بے نقاب ہیں۔ اس کی کوششوں کا مجھے علم ہے۔ اور یہ تمام امور ایک وسیع تفصیل کے ساتھ میری آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔ تب میں نے سمجھا کہ یہ واقعہ اور فساد خدا تعالیٰ کی خاص حکمت نے کھڑا کیا تھا۔ تا وہ ہماری نظروں کو اُس عظیم الشان مقصد کی طرف پھرا دے جس کے لئے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا۔ پس پہلے میں صرف ان باتوں پر ایمان رکھتا تھا۔ مگر اب میں صرف ایمان ہی نہیں رکھتا بلکہ میں تمام باتوں کو دیکھ رہا ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ سلسلہ کو کس کس رنگ میں نقصان پہنچایا جائے گا۔

مَیں دیکھ رہا ہوں کہ سلسلہ پر کیا کیا حملہ کیا جائے گا۔

اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری طرف سے ان حملوں کا کیا جواب دیا جائے گا۔ ایک ایک چیز کا اجمالی علم میرے ذہن میں موجود ہے۔ اور اسی کا ایک حصہ خدام الاحمدیہ ہیں اور درحقیقت یہ

روحانی ٹریننگ

اور روحانی تعلیم و تربیت ہے۔ اُس فوج کی جس فوج نے احمدیت کے دشمنوں سے مقابلہ میں جنگ کرنی ہے۔ جس نے احمدیت کے جھنڈے کو فتح اور کامیابی کے ساتھ دشمن کے مقام پر گاڑنا ہے۔ بے شک وہ لوگ جو ان باتوں سے واقف نہیں۔ وہ میری ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ کیونکہ

ہر شخص قبل از وقت ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتا

یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے جو وہ اپنے کسی بندے کو دیتا ہے۔ میں خود بھی اس وقت تک ان باتوں کو نہیں سمجھا تھا۔ جب تک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ان امور کا انکشاف نہ کیا۔ پس تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ اور بیشک تم کہہ سکتے ہو کہ ہمیں تو کوئی بات نظر نہیں آتی۔ لیکن مجھے تمام باتیں نظر آ رہی ہیں۔ آج نوجوانوں کی ٹریننگ اور ان کی تربیت کا زمانہ ہے۔ اور

ٹریننگ کا زمانہ خاموشی کا زمانہ ہوتا ہے

لوگ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ کچھ نہیں ہو رہا مگر جب قوم تربیت پا کر عمل کے میدان میں نکل کھڑی ہوتی ہے۔ تو دنیا انجام دیکھنے لگ جاتی ہے۔ درحقیقت ایک ایسی زندہ قوم جو ایک ہاتھ کے اٹھنے پر اٹھے اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جائے۔ دنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا کرتی ہے۔ اور یہ چیز ہماری جماعت میں ابھی پیدا نہیں ہوئی۔ ہماری جماعت میں قربانیوں کا مادہ بہت کچھ ہے۔ مگر ابھی یہ جذبہ اُن کے اندر اپنے کمال کو نہیں پہنچا۔ کہ جونہی ان کے کانوں میں خلیفۂ وقت کی طرف سے کوئی آواز آئے۔ اس وقت جماعت کو یہ محسوس نہ ہو کہ کوئی انسان بول رہا ہے۔ بلکہ یوں محسوس ہو کہ فرشتوں نے ان کو اٹھا لیا ہے اور

صورِ اسرافیل اُن کے سامنے پھونکا جا رہا ہے

جب آواز آئے کہ بیٹھو تو اس وقت انہیں یہ معلوم نہ ہو کہ کوئی انسان بول رہا ہے بلکہ یوں محسوس ہو کہ فرشتوں کا تصرف ان پر ہو رہا ہے۔ اور وہ ایسی سواریاں ہیں جن پر فرشتے سوار ہیں۔ جب وہ کہے بیٹھ جاؤ تو سب بیٹھ جائیں۔ جب کہے کھڑے ہو جاؤ تو سب کھڑے ہو جائیں۔ جس دن یہ روح ہماری جماعت میں پیدا ہو جائیگی اس دن جس طرح باز چڑیا پر حملہ کرتا اور اسے توڑ مروڑ کر رکھ دیتا ہے اسی طرح

احمدیت اپنے شکار پر گرے گی

اور تمام دنیا کے ممالک چڑیا کی طرح اس کے پنجہ میں آ جائیں گے۔ اور دنیا میں اسلام کا پرچم پھر نئے سرے سے لہرانے لگ جائے گا ؛

پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ سرحد کا اجلاس

پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ سرحد کی مجلس عام و مجلس عاملہ کا سالانہ اجلاس ۲۹، ۳۰ مئی ۱۹۳۹ء کو پشاور میں ہوگا۔ تمام متعلقہ مقامی انجمنوں کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی تجاویز یکم مئی ۱۹۳۹ء سے قبل مجھے ارسال کر دیں۔ تاکہ ایجنڈا میں شامل کر کے تمام انجمنوں کو اطلاع دی جائے۔ کہ وہ عام اجلاس میں پیش ہونے سے قبل ان پر غور کر لیں۔ نیز سیکرٹری صاحبان و کارکنان مجلس عاملہ اپنے اپنے صیغہ کی کارگذاری کی رپورٹیں بھی تیار کر دیں۔ پروگرام بعد میں شائع کیا جائیگا۔

مرزا غلام حیدر وکیل نوشہرہ چھاؤنی جنرل سیکرٹری پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ سرحد

ملکی حالات اور واقعات

گاندھی جی اور مسٹر بوس میں کشیدگی

دہلی سے ۱۳ اپریل کی آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ گاندھی جی اور صدر کانگرس مسٹر سبھاش چندر بوس کے باہمی تعلقات کشیدہ ہو چکے ہیں۔ گذشتہ دنوں دونوں میں ناخوشگوار خط و کتابت ہوئی ہے۔ اور گاندھی جی نے انہیں لکھ دیا ہے۔ کہ وہ خود ورکنگ کمیٹی بنائیں اور کام چلائیں۔ ان کا خیال ہے۔ کہ مسٹر بوس نے حال میں جو بیان شائع کیا ہے۔ وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ پرانے ممبروں کے ساتھ ان کا اتحاد نہیں ہو سکتا۔ گاندھی جی کا یہ بھی خیال ہے۔ کہ چونکہ پنڈت پنت کا ریزولیوشن مسٹر بوس کے نزدیک غیر آئینی ہے اس لئے ورکنگ کمیٹی کی ترتیب میں میری مداخلت یا مشورہ بے معنی ہے۔

کہا جاتا ہے۔ کہ مسٹر بوس نے گاندھی جی کو ایک طویل مکتوب ارسال کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ آپ نے راجکوٹ اور دوسرے ریاستی معاملات کے متعلق وائسرائے کے ساتھ ساز باز کر کے کانگرس کے وقار کو خاک میں ملا دیا ہے۔ حالانکہ حالات کا تقاضا یہ تھا کہ حکومت برطانیہ کو اس سلسلہ میں الٹی میٹم دیا جاتا۔ اس خط کے جواب میں گاندھی جی نے انہیں لکھ دیا ہے۔ کہ آپ کے اور میرے درمیان اشتراک عمل کے لئے کوئی مشترکہ اصول باقی نہیں رہا۔ اس لئے آپ کانگرس کا اجلاس طلب کر کے اس کے سامنے اپنا پروگرام رکھیں۔ اور منظوری لے کر کام کریں۔

اسی سلسلہ میں سوامی سہجانند سرسوتی صدر آل انڈیا کسان سبھا کا اخبارات کے نام ایک بیان بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ تری پوری میں پنڈت پنت کے ریزولیوشن اور گاندھی گروپ کی مصاف آرائی نے فضا کو بہت مکدر کر دیا تھا۔ گاندھی جی نے اعلان کیا تھا۔ کہ وہ سبھاش بابو کو آزادانہ طور پر کام کرنے دیں گے۔ لیکن وہاں ان کی پارٹی نے جو رویہ اختیار کیا۔ وہ اس کے بالکل برعکس تھا۔ میرا خیال تھا۔ کہ گو تری پوری کی فضا کو گمراہ کن اور منافرت انگیز پروپیگنڈا کے ذریعہ کشیدہ کر دیا گیا ہے تاہم جب گاندھی گروپ کے لیڈر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے۔ تو یہ صورت بدل جائیگی اور جب گاندھی جی کو ان باتوں کا علم ہوگا۔ تو وہ ضرور اس شرارت اور فتنہ کے سدباب کی کوئی صورت کریں گے۔ لیکن اس کے بعد جو واقعات رونما ہوئے۔ وہ بہت ہی زیادہ رنج اور تکلیف کا موجب ہیں۔ سبھاش بابو کے خلاف مسلسل اور منظم پروپیگنڈا اس وقت تک جاری ہے۔ اور اس امر کا بھی کوئی خیال نہیں کیا جاتا۔ کہ ان کی صحت سخت خراب ہے۔ اور انہیں طول طویل بیانات دینے کے لئے مجبور کیا جا رہا ہے حالانکہ ان کی صحت اس کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ اور ان باتوں کا ہی نتیجہ ہے کہ بدنصیب ہندوستان اس وقت پیچیدگیوں میں گھرا ہوا نظر آتا ہے۔

ڈاکٹر کھارے کا حیرت انگیز بیان

سی۔ پی کے سابق وزیر اعظم ڈاکٹر کھارے نے ایک عجیب و غریب بیان شائع کر دیا ہے جس کی تقریب یہ پیدا ہوئی۔ کہ سی۔ پی اسمبلی میں تخفیف کی ایک تحریک پر بحث کے دوران میں ایک کانگرسی ممبر نے مسٹر بوس صدر کانگرس کی جلا وطنی یا قید کے امکانات کا ذکر کیا۔ اس پر دوسرے کانگرسی اصحاب بہت بگڑے۔ اور کہا کہ یہ بالکل ناممکن بات ہے۔ اس پر اظہار رائے کرتے ہوئے ڈاکٹر کھارے نے لکھا ہے کہ دوسرے کانگرسیوں کی طرح میں اس بات کو ناممکن اور محال نہیں سمجھتا۔ کیونکہ کانگرسی حکومتیں دراصل مجسٹریٹانہ کام کرتی ہیں۔ اور گاندھی جی کا جادو ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے۔ جب میں سی پی کا وزیر اعظم تھا۔ تو گاندھی جی نے اپنے ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء کے خط میں مجھے لکھا تھا کہ میں جنرل اوڈاری کے خلاف مقدمہ چلاؤں اور جب انہوں نے مجھے یہ مشورہ دیا تھا۔ تو کیا یہ ممکن نہیں۔ کہ اسی طرح کسی اور کانگرسی حکومت سے کہہ کر صدر کانگرس کو جلا وطن یا قید کرا دیں۔

پنجاب اسمبلی کی کارروائی

۴ مارچ کو دو بجے بعد دوپہر اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا۔ ایک سوال کے جواب میں وزیر اعظم نے کہا۔ کہ سردار اجیت سنگھ ایک مقدمہ سے بچنے کے لئے خود بخود ہندوستان سے چلے گئے تھے۔ اور ابھی تک واپس نہیں آئے۔ وہ اس وقت برازیل کے باشندہ ہیں اگر وہ واپس آنا چاہیں۔ تو پاسپورٹ لے کر واپس آ سکتے ہیں۔ ان پر کوئی پابندی نہیں۔ لیکن ان کی واپسی پر آیا ان پر وہی مقدمہ چلایا جائے گا یا نہیں۔ اس کے متعلق میں فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتا۔

ایک سوال کے جواب میں مسٹر مقبول محمود پارلیمنٹری سیکرٹری نے کہا۔ کہ ہائیکورٹ کے احکام کے ماتحت انسداد رشوت ستانی کے لئے ایک سینئر سب جج۔ ایک سب جج اور تین وکلاء پر مشتمل ایک سب کمیٹی مقرر کر دی گئی ہے۔ یہ کمیٹی مقدمات کے فوری تصفیہ اور رشوت کے انسداد کے ذرائع پر غور کرے گی۔ حکومت نے اعلان کر دیا ہوا ہے۔ کہ اگر کسی افسر پر پانچ ذمہ دار اصحاب کی طرف سے رشوت ستانی کا الزام لگایا جائے تو اس کے خلاف فوراً محکمانہ کارروائی کی جاتی ہے۔ اور بھی بعض تجاویز حکومت کے زیر غور ہیں۔ اور بہت جلد ایک بیان اس سلسلہ میں جاری کیا جائے گا۔

اس کے بعد سارجنٹ ایٹ آرمز بل پھر پیش ہوا۔ اور اس کے متعلق ایک کانگرسی ممبر کی یہ ترمیم کہ اسے رائے عامہ کے لئے مشتہر کر دیا جائے۔ زیر بحث آئی۔ اپوزیشن کے بعض ممبروں نے اس کے خلاف سخت تقریریں کیں۔ سر گوکل چند نارنگ نے کہا۔ کہ یہ بل بے فائدہ ہے۔ اگر ممبر سارجنٹ کے کہنے پر بھی ہاؤس سے نکلنے سے انکار کر دیں تو صورت حالات نازک ہو سکتی ہے۔ اپوزیشن کے ممبر ساٹھ ہیں۔ اگر سارجنٹ مقرر کر کے ان کی توہین کی گئی۔ اور وہ بھی ضد میں آ گئے۔ اور اس وجہ سے ان سب کو باہر نکالنا پڑا۔ تو حکومت کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ بل ایک بچوں کے کھیل سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ ڈاکٹر عالم نے کہا۔ کہ اگر کوئی ممبر سارجنٹ کے خوف سے باہر نکلے گا۔ تو میں اسے بزدل سمجھوں گا۔ اگر کسی ناانصافی کے خلاف پروٹسٹ کرنے پر سارجنٹ ایٹ آرمز نے اپوزیشن کے ممبروں کو باہر نکالنا چاہا۔ تو وہ ہرگز باہر نہیں جائیں گے۔ خواہ ایک سو سارجنٹ کیوں نہ آ جائیں۔

ملک برکت علی صاحب نے کہا۔ کہ اس بل سے ایوان کی کوئی توہین نہیں ہوتی۔ برطانیہ میں ایسا قانون موجود ہے۔ اس کے جواب میں اپوزیشن کے لیڈر ڈاکٹر گوپی چند صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ انگلستان کا یہ بل چند صدیاں پیشتر پاس ہوا ہوگا۔ پھر دونو ملکوں کے کلچر میں عظیم الشان فرق ہے۔ وہاں گالیاں دینا۔ تھپڑ مارنا۔ ایک دوسرے پر گندے انڈے پھینکنا معمولی باتیں ہیں۔ مگر یہاں وہ بات نہیں۔ ہاں اگر حکومت اس ہاؤس کے ممبروں کی ذہنیت میں بھی ویسی ہی تبدیلی چاہتی ہے تو یہ اور بات ہے۔ ابھی اس پر بحث جاری تھی کہ اجلاس

سخرنی سیاسیات میں اتار چڑھاؤ

دارالعوام میں بین الاقوامی سیاسیات پر بحث

۳ر اپریل کو دارالعوام میں خارجی مسائل پر بحث شروع ہوئی۔ مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ۳۱ر مارچ کو میں جو اعلان کر چکا ہوں۔ اس سے ہماری خارجی پالیسی میں تبدیلی ہو چکی ہے۔ اور اس سے ہم نے اپنے سابقہ خیالات کو خیرباد کہہ دیا ہے ہمارا کسی سرحد کی تعیین پر کسی سے جھگڑا نہیں۔ بلکہ ہمارا اختلاف اصولی ہے۔ پولینڈ پر جرمنی کی طرف سے حملہ کیا گیا تو پولش قوم شدید مزاحمت کرے گی۔ اور اس صورت میں برطانیہ اور فرانس فوراً اس کی مدد کو پہنچیں گے۔ جرمنی کے وعدے اب ہمارے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ ہم اس وقت جو معاہدات کر رہے ہیں۔ اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ جرمنی نے سرکاری طور پر کوئی چیلنج دے دیا ہے۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ اس نے رائے عامہ کو سخت دھکا لگایا ہے۔ اور دنیا اس سے زبردست خطرہ محسوس کر رہی ہے۔ ہمارا ملک اس امر پر بالکل متفق ہے۔ کہ ہمیں اپنی پوزیشن کی اچھی طرح وضاحت کر دینی چاہیئے۔ آج بھی میں جنگ کو پسند نہیں کرتا۔ میں جرمن قوم کے ساتھ کوئی ایسا سلوک روا رکھا جانا پسند نہیں کرتا۔ جو انگریزوں کے لئے مجھے گوارا نہ ہو۔ دونوں ممالک میں تجارتی معاہدے کے متعلق جو گفت و شنید ہو رہی تھی اس سے مجھے بڑی توقعات تھیں۔ لیکن جرمنی نے ہمارے اعتماد پر ضرب لگا دی ہے۔ اور ایسا چرکہ دیا ہے جو جلد مندمل نہ ہو سکے گا۔ اس لئے ہم اپنی پالیسی میں تبدیلی پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اگر جرمنی اپنی موجودہ پالیسی پر مصر رہا تو ہم جارحانہ حملوں کی مدافعت کے لئے ہر ملک کا تعاون حاصل کریں گے خواہ اس کا اندرونی نظام کیسا ہی ہو۔

مسٹر ایڈن اور مسٹر لائڈ جارج نے بھی تقریریں کیں۔ جن میں کہا۔ کہ جرمن افواج کا مشرقی اور مغربی دو محاذوں پر پولینڈ اور برطانیہ سے نبرد آزما ہونا مشکل ہے۔ آج مصر اور ترکی بھی ہمارے دوست ہیں جو ۱۹۱۴ء میں مخالف تھے۔ خارجی معاملات میں برطانوی قوم مسٹر چیمبرلین کی حامی ہے۔ اور یقین رکھتی ہے کہ وہ صحیح رنگ میں قوم کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

مسٹر آرتھر گرین وڈ نے بھی تقریر کی۔ جس میں کہا۔ کہ جس وقت یہ اجلاس ختم ہوگا دنیا کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ برطانوی عوام جارحانہ اقدام کے خلاف ایک ناقابل عبور دیوار تعمیر کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ لیبر پارٹی نیشنل گورنمنٹ کی حامی نہیں۔ اسے شخصیتوں کی نسبت اصول کا زیادہ احترام ہے۔

مختلف تقریروں کے بعد نیشنل گورنمنٹ کے قیام کی تحریک واپس لے لی گئی۔

عراق کے شاہ غازی کی افسوسناک وفات

بغداد سے ۴ر اپریل کی خبر مظہر ہے۔ کہ گذشتہ شب عراق کے فرمانروا شاہ غازی کار میں رات کے بارہ بجے اپنے محل کی طرف جا رہے تھے۔ موٹر کی رفتار نہایت تیز تھی۔ کہ وہ بجلی کے ایک کھمبے سے ٹکرا گئی۔ شاہ موصوف کو سر میں شدید چوٹ آئی۔ جس سے کھوپڑی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اور چالیس منٹ کے اندر روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

شاہ موصوف سابق شاہ حجاز شریف حسین کے پوتے تھے۔ اور ۱۹۱۲ء میں مکہ میں پیدا ہوئے تھے گویا اس وقت ان کی عمر ۲۷ سال تھی ۱۹۳۳ء میں آپ اپنے والد شاہ فیصل کی وفات پر جو سوئٹزرلینڈ میں اسی طرح ناگہانی طور پر ہوئی تھی۔ حکمران ہوئے تھے۔ آپ عراق اور انگلستان کے ملٹری سکولوں کے فارغ التحصیل اور ترقی پسند تاجدار تھے۔ آپ کے لڑکے امیر فیصل کو جس کی عمر اس وقت چار سال سے بھی کم ہے تخت پر بٹھا دیا گیا ہے۔ اور آپ کے برادر نسبتی کو ریجنٹ مقرر کر دیا گیا ہے شاہ موصوف کی وفات کی خبر پر اہل عراق نے بہت گریہ و ماتم کیا ہے۔ موصل میں جو مظاہرہ ہوا۔ اس کے دوران میں مظاہرین نے خواہ مخواہ برطانوی سفیر مسٹر مونک میسن کو ریوالور کی گولیوں سے ہلاک کر دیا۔ اور برطانوی قونصل خانہ کو آگ لگا دی۔ شہر میں صورت حالات بہت نازک ہو چکی تھی۔ اس لئے کرفیو آرڈر نافذ کرنا پڑا۔ لیکن چند گھنٹے بعد امن قائم ہو گیا۔

یمنی جزائر اٹلی کے قبضہ میں

برطانیہ اور اٹلی کے مابین اپریل ۱۹۳۸ء میں ایک معاہدہ ہوا تھا۔ جس کی ایک شرط یہ تھی کہ دونوں میں سے کوئی ایک بھی کسی ایسے علاقہ پر قبضہ نہیں کرے گا جو امام یحییٰ والئے یمن یا ابن سعود شاہ حجاز کی سلطنت کا حصہ ہو۔ لیکن لنڈن کے ڈیلی ہیرلڈ کے نامہ نگار مقیم صنعا دار السلطنت یمن نے اطلاع دی ہے۔ کہ اٹلی بحیرہ قلزم کے ان تمام چھوٹے چھوٹے جزیروں پر قبضہ کرتا جا رہا ہے۔ جو یمن کی سلطنت میں شامل ہیں اور جنگی نقطۂ نگاہ سے اٹلی کے لئے بے حد اہمیت رکھتے ہیں۔ دراصل یمن کی حکومت یہ جزیرے اٹلی کے پاس فروخت کر رہی ہے۔ اور اس کے عوض اس سے اسلحہ لے رہی ہے۔ بندرگاہ حدیدہ میں ہفتوں سے اطالوی اسلحہ جمع ہو رہا ہے۔ اور حکومت یمن اسے لاریوں۔ خچروں۔ اونٹوں اور گدھوں وغیرہ پر لدوا کر صنعاء پہونچا رہی ہے۔ اس میں ایک خاصی مقدار حبشہ میں مستعمل اسلحہ کی ہے۔ کچھ حصہ یورپین کارخانوں اور کچھ جاپانی فیکٹریوں کا تیار کردہ ہے۔ جو معلوم نہیں کہ اٹلی کے قبضہ میں کہاں سے آگیا۔ حکومت اٹلی ان جزائر میں ہوائی اڈے قائم کرنا چاہتی ہے۔ اور عوام الناس کو ان میں جانے کی اجازت نہیں دیتی۔ ان میں سے بعض جزائر میں تیل کے ذخائر بھی موجود ہیں۔ اور حکومت اٹلی ان سے استفادہ کرنا چاہتی ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یمن کی آزادی کو سب سے پہلے حکومت اٹلی نے ہی تسلیم کیا تھا۔ ۱۹۲۶ء میں ان دونوں ممالک میں ایک دوستانہ معاہدہ قرار پایا تھا۔ اور مسولینی نے امام یحییٰ کو دو ٹینک۔ چند طیارہ شکن توپیں اور پچیس ہزار رائفلیں بطور ہدیہ بھیجی تھیں۔ سیاسی طور پر یمن بالخصوص صنعا میں اٹلی کو بڑا اقتدار حاصل ہے۔ اس کے علاوہ جرمنی تاجر بھی یمن سے گہرے تعلقات قائم کر رہے ہیں۔ لیکن برطانوی تاجروں کو وہاں نقصان ہو رہا ہے۔